احکام حج اور اس کی اقسام

مولانا محمد منشاء کاشف فیصل آباد

الحمد لله رب العلمین ○ والصلوة والسلام علی سید المرسلین ○ امابعد فاقول وبالله التوفیق۔ فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا۔ ومن کفرفان الله غنی عن العلمین ○ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۹۶)

ترجمہ:۔ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا (یعنی کعبہ کا) جو کوئی پائے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔ (ترجمہ تفسیر احسن التفاسیر۔ سید احمد حسن" محدث دہلوی)

سنن سعید بن منصور میں عکرمہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنے آپ کو ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کیا تو آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ملت ابراہیم میں حج فرض ہے۔ اگر تم ملت ابراہیم پر ہو تو حج کیوں نہیں کرتے۔ بنی اسرائیل نے حج کی فرضیت کا انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۸۶)

جب یہ آیت نازل ہوئی "ومن یبتغ غیرالاسلام دینا فلن یقبل منه......." تو یہود نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں پر تو حج فرض ہے یہود نے کہا ہم پر فرض نہیں اس پر یہ آیت اتری کہ جو منکر ہوا اللہ کو پرواہ نہیں۔ مشکوۃ باب المساجد ص ۶۴ میں حضرت ابوذر" سے مرفوعا روایت ہے کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ مقرر ہوا پھر مسجد اقصیٰ۔ ترغیب ص ۲۲۵ میں انس" سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم سے کہا کہ تم سے دوہزار برس پہلے ہم نے اس گھر کا حج کیا ہے بعض مفسرین نے اگرچہ لکھا ہے کہ آیت "واتموا الحج" سے حج فرض ہوا ہے۔

لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک حج کی یہی آیت ہے؟ استطاعت سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ زادو راحلہ کا یہ مطلب ہے کہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب آدمی کے پاس راستہ کا خرچ ہو اور سواری کا بھی انتظام ہو سکے۔ اس آیت میں حج کی فرضیت کی دلیل ہے کئی ایک احادیث میں وارد ہے کہ حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اسکی فرضیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

تفسیر خازن میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے۔ "ای وللہ علی الناس فرض حج البیت والحج احد ارکان الاسلام" یعنی حج کرنا فرائض الٰہی میں سے ایک فرض اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ نیز امام ابو محمد محی السنہ حسین بن مسعود فراء بغویؒ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں رقم طراز ہیں۔

ای وللہ فرض واجب علی الناس حج البیت قرا ابو جعفر وحمزة والکسائی وحفص حج البیت بکسرالحاء فی ھذا الحرف خاصة وقرا الاخرون بفتح الحاء وھی لغة اھل الحجازوھما لغتان فصیحتان ومعناھما واحد والحج احدا ارکان الاسلام۔ صحیحین میں بروایت ابن عمرؓ مرفوعاً آیا ہے۔ "بنی الاسلام علی خمس شھادة ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوة وایتاء الزکوة والحج وصوم رمضان" یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر منجانب اللہ رکھی گئی ہے۔ "لا الہ الا اللہ" اور "محمد رسول اللہ" کی گواہی دینا(۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا(۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے اسلام کے پانچوں ارکان میں سے حج کو ایک رکن شمار کیا ہے۔ تفسیر خازن وفتح البیان میں ہے۔

"فعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحج من ارکان الاسلام الخمسة" معلوم ہوا جو باوجود طاقت کے اسلام کا یہ رکن ادا نہ کرے وہ اسلام سے

خارج ہے۔

تارک حج کافر ہے:- وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفرفان اللہ غنی عن العلمین٥ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلاعلیہ ان یموت یھودیا اونصرانیا وذلک ان اللہ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا"

یعنی اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ جو شخص طاقت رکھے راستے کی اور جو کفر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ غنی ہے جہان والوں سے اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص راستے کے خرچ کا اور سواری وغیرہ کا مالک ہو، جو اس کو بیت اللہ تک پہنچائے اور پھر باوجود طاقت ووسعت کے حج نہ کرے تو وہ یہودی یا عیسائی ہوکر مرے۔ یعنی اس کو اسلام پر موت نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا" (ترمذی وبیہقی، ابن جریر، ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ بحوالہ تفسیر ستاری پارہ ۴ ص ۱۴)

فتح الباری میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے۔

اللام فی قولہ للہ ھی التی یقال لھالام الایجاب والالزام ثم زادھذالمعنی تاکیدا حرف علی فانہ من اوضح الدلالات علی الوجوب عندالعرب" الخ یعنی للہ "کلام" ایجاب والزام کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے ہر مستطیع شخص پر حج کرنا لازم واجب اور فرض کر دیا ہے۔ علیٰ نے اس کو اور بھی موکد کر دیا ہے۔ محاورات عرب میں یہ حرف وجوب پر اوضح الدلالات میں سے ہے اسی کتاب کے ص ۸۲ میں ہے۔ "ان من ترک الحج وھو قادر علیہ فھو کافر" یعنی جو شخص حج کی طاقت رکھتا ہو۔ اور پھر حج نہ کرے تو وہ کافر

ہے آیت "ومن کفر" کے تحت مرقوم ہے۔ "انه عبر بلفظ الكفر عن ترك الحج تاكيد الوجوب و تشديد اعلى تاركه" یعنی اللہ تعالیٰ نے ترک حج کو اس آیت میں بلفظ کفر تعبیر کیا ہے واسطے تاکید وجوب کے تارک پر تشدید فرمائی ہے۔ اگر کوئی شخص حج کی فرضیت کا قائل نہ ہو تب بھی کافر ہے اور فرضیت کا قائل ہو کر باوجود مستطیع ہونے کے حج نہ کرے۔ تب بھی کافر ہے۔ غیر مستطیع اس سے مستثنیٰ ہے۔ ترجمان القرآن کے ۴۷ میں علامہ نواب صدیق الحسن خان صاحب والی بھوپال رقمطراز ہیں جس طرح نماز' روزہ فرض ہے۔ اسی طرح حج بھی فرض ہے۔ سو جس طرح ترک نماز عمداً کفر ہے۔ اسی طرح ترک حج باوجود استطاعت کے کفر ہے جب کفر ہوا تو موت اس کی آپ ہی مثل کفار کے ہوگی یہود و نصاریٰ کافر ہیں حج نہیں کرتے اس نے بھی حج نہیں کیا یہ مثل ان کے ٹھہرا۔ حدیث ابوامامہؓ میں مرفوعا آیا ہے جو شخص مرگیا اور اس نے حج اسلام نہ کیا اس کو کسی بیماری یا بادشاہ ظالم یا حاجت ظاہری نے نہ روکا تھا تو وہ جس حال پر چاہئے مرے یہودی یا نصرانی ہے۔

تارک حج کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں:- "عن ابن عمرؓ قال من وجد الى الحج سبيلا سنة ثم سنة ثم مات ولم يحج لم يصل عليه لايدرى مات يهوديا اونصرانيا اخرجه سعيد بن منصور من طريق نافع" (درمنثور' وترجمان القرآن وفتح البیان) یعنی جس کے پاس حج کرنے کی وسعت ہو پھر وہ ایک سال بھی نہیں گیا دوسرے سال بھی نہیں گیا۔ تیسرے سال بھی نہیں گیا اور بغیر حج کئے مرگیا تو اس کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں نہ معلوم وہ یہودی مرا ہے۔ یا نصرانی "واخرج ابن ابى شيبة عن سعيد بن جبير قال لو كان لى جار موسر ثم مات ولم يحج لم اصل عليه" (درمنثور) یعنی سعید بن جبیرؓ بڑے جلیل القدر تابعی کا فتویٰ ہے کہ اگر میرا پڑوسی مالدار حج کئے بغیر مرجائے تو میں اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ تارک حج کافر ہے اور کافر کا جنازہ جائز نہیں۔

تارک حج واجب القتل ہے:- "اخرج سعید بن منصور عن عمر بن الخطاب قال لو ترک الناس الحج لقاتلتھم علیه کما نقاتلھم علی الصلوۃ والزکوۃ" (درمنثور وفتح البیان) یعنی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان ہے۔ لوگ اگر حج کرنا چھوڑ دیں گے تو میں ان سے قتال کروں گا۔ جس طرح ہم تارک نماز اور تارک زکوۃ سے قتال کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرائض الٰہی مثلاً نماز روزہ زکوۃ حج کے تارکین سے قتال وجہاد کرنا جائز ہے کیونکہ وہ شرعاً مسلمان نہیں نہ ان کے کلمے پڑھنے کا اعتبار ہے صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ "واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال" خدا کی قسم جو نماز پڑھے گا اور زکوۃ نہ دے گا میں اس سے جہاد کروں گا۔ فتح الباری میں تحت حدیث ہذا مرقوم ہے۔ "والمراد بالفرق من اقر بالصلوۃ وانکر الزکوۃ جاحدا اومانعامع الاعتراف" یعنی خواہ زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے۔ یا فرضیت کا قائل واقراری ہو کر نہ دے دونوں برابر ہیں دونوں واجب القتل ہیں؟ علامہ قاضی عیاض نے فرمایا۔ حدیث ابن عمر نص فی قتال من لم یصل ولم یزک کمن یقر بالشھادتین" یعنی جس طرح کلمہ توحید وکلمہ رسالت کا منکر کافر واجب القتل ہے۔ اسی طرح تارک صلوٰۃ وتارک زکوۃ بھی واجب القتل ہے۔ (فتح) معلوم ہوا کہ ارکان اسلام ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں ایک کے ترک سے سب کا ترک لازم آتا ہے۔

احکام حج اور اس کی قسموں کا بیان:- حج کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع۔ حج افراد یہ ہے کہ میقات پر پہنچ کر حاجی صرف حج کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا مروہ پر دوڑے اور اس کے بعد دس ذی الحجہ تک احرام نہ کھولے نہ حجامت بنوائے اور نہ بیوی سے جماع کرے۔

حج قران یہ ہے کہ حاجی میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ شریف پہنچ کر عمرہ کو پورا کرے۔ یعنی بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے

دس ذی الحجہ تک احرام کی حالت میں بدستور رہے۔

حج تمتع یہ ہے کہ حاجی فقط عمرہ کا احرام باندھ کر اور مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے۔ یعنی بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ دوڑ کر احرام کھول ڈالے۔ حجامت بنوائے یا کتروائے تیل خوشبو لگائے۔ غرض کہ جو چیزیں حالت احرام میں حرام تھیں وہ سب حلال ہوگئیں۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے حاجی آٹھ تاریخ ذوالحجہ کو منی کی طرف روانہ ہو اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر منیٰ ہی میں ادا کرے۔ پھر سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو، عرفات کے میدان میں داخل ہونے سے قبل وادی نمرہ میں غسل کرے اور سورج ڈھلتے ہی ظہر و عصر کی نمازیں ملاکر قصر پڑھے اور فوراً عرفات کو جائے اور مغرب تک عمر بھر کی سیاہ کاریوں سے توبہ واستغفار کرے۔ دین دنیا کی بھلائیاں طلب کرے۔ مسنون ادعیہ پڑھے اور سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کو روانہ ہوجائے۔ اور مغرب عشاء کی نماز مزدلفہ میں ہی آکر ادا کرے۔ اور رات یہیں گزارے۔ اور فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مشعر حرام کے پاس آکر ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور سورج نکلنے سے قبل ہی وادی محسر سے کنکریاں اٹھاتا ہوا جمرہ عقبہ جس کو بڑا شیطان کہا جاتا ہے۔ سات کنکریاں مارے حجامت کرائے۔ قربانی کرے بیت اللہ جاکر طواف افاضہ کرے۔ احرام کھول دے حج ہوگیا۔ حاجی موحد متبع سنت یقیناً حج کرنے سے گناہوں سے مطلق پاک صاف ہوجاتا ہے۔

افضل حج کونسا ہے:- قرآن مجید میں ہے۔ "واتموا الحج والعمرة لله۔ فان احصرتم فما استيسر من الهدى و لا تحلقوا رء وسكم حتى يبلغ الهدى محله۔ فمن كان منكم مريضا اوبه اذى من راسه ففدية من صيام اوصدقة اونسك فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدى فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام فى الحج وسبعة اذا رجعتم۔ تلك عشرة كاملة ذلك لمن لم يكن اهله حاضرى المسجد الحرام۔ واتقواالله واعلموا ان الله

شدید العقاب۔ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۶)

ترجمہ: اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو۔ اور حجامت نہ کرو سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر پھر جو کوئی تم میں مریض ہو یا اس کو دکھ دیا اس کے سر نے تو بدلہ دیوے۔ روزے یا خیرات یا ذبح کرنا پھر جب تم کو خاطر جمع ہو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی پہنچائے۔ پھر جو کوئی نہ پائے تو تین روزے رکھے حج کے وقت میں اور سات روزے رکھو جب تم پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اس کو ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد الحرام کے پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اب اس آیت میں حج کا ذکر ہو رہا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرے کو شروع کرنے کے بعد پورا کرنا چاہئے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پورا کرنا یہ ہے کہ تم اپنے گھر سے احرام باندھو حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا تمام کرنا یہ ہے کہ تم اپنے گھر سے احرام باندھو تمہارا یہ سفر صرف حج و عمرے کی غرض سے ہو۔ میقات پہنچ کر لبیک پکارنا شروع کر دو۔ تمہارا ارادہ تجارت یا کسی اور غرض دنیوی کا نہ ہو کہ نکلے تو اپنے کام کو اور مکہ کے قریب پہنچ کر خیال آگیا کہ آؤ حج و عمرہ بھی کرتا چلوں گو اس طرح بھی حج و عمرہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن یہ پورا کرنا نہیں پورا کرنا یہ ہے کہ صرف اسی ارادہ سے گھر سے نکلے حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا یہ ہے کہ انہیں میقات سے شروع کرے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا یہ ہے کہ ان دونوں کو الگ الگ ادا کرے اور عمرے کو حج کے مہینوں میں نہ کرے اس لئے کہ قرآن شریف میں ہے "الحج اشھر معلومت" حج کے مہینے مقرر ہیں قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا پورا ہونا نہیں ان سے پوچھا گیا کہ محرم میں عمرہ کرنا کیسا ہے کہا لوگ اسے تو پورا کہتے ہیں لیکن اس قول میں نظر ہے اس لئے یہ ثابت شدہ امر ہے کہ رسول ﷺ نے چار عمرے کئے۔ اور چاروں ذوالقعدہ میں کئے ایک ۶ ہجری ذوالقعدہ کے مہینے میں دوسرا ذوالقعدہ

۷ ہجری میں عمرۃ القضاء' تیسرا ذوالقعدہ ۸ھ میں عمرۃ الجرانہ چوتھا ذوالقعدہ ۱۰ھ میں۔ حج کے ساتھ ان چاروں عمروں کے سوا ہجرت کے بعد آپ کا اور کوئی عمرہ نہیں ہوا ہاں آپ نے ام ھانی؄ سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا تھا کہ ان مائی صاحبہ نے آپ کے ساتھ حج کے لئے جانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ لیکن سواری کی وجہ سے نہ جاسکیں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں یہ واقعہ پورا منقول ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ تو صاف فرماتے ہیں کہ یہ مائی صاحبہ کے لئے ہی مخصوص حکم ہے لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔

حضرت ابن عباس؄ فرماتے ہیں کہ حج و عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد پورا کئے چھوڑنا جائز نہیں' حج اس وقت پورا ہوتا ہے جب کہ قربانی والے دن جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے اب حج ادا ہوگیا۔ ابن عباس؄ فرماتے ہیں حج عرفات کا نام ہے اور عمرہ طواف ہے۔ حضرت عبداللہ کی قراءت یہ ہے "واتموا الحج والعمرۃ الی البیت" عمرہ بیت اللہ تک جاتے ہی پورا ہوگیا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ سے جب یہ ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا حضرت ابن عباس؄ کی قراءت بھی یہی تھی حضرت علقمہ بھی یہی فرماتے ہیں ابراہیمؒ سے مروی ہے۔ "اقیمو الحج والعمرۃ الی البیت" حضرت شعبیؒ کی قراءت میں "والعمرۃ" ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمرہ واجب نہیں گو اسکے خلاف بھی ان سے مروی ہے بہت سی احادیث میں کئی کئی سندوں کے ساتھ حضرت انس؄ وغیرہ صحابہ؄ کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ دونوں کو جمع کیا اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب؄ سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ حج و عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھے ایک اور حدیث میں ہے۔ عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے داخل ہوگیا۔ ابو محمد بن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں ایک روایت وارد کی ہے۔ کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور زعفران کی خوشبو سے مہک رہا تھا اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میرے احرام کے بارہ میں کیا حکم ہے اس پر یہ آیت اتری۔ حضور نے پوچھا وہ

سائل کہاں ہے اس نے کہا یا رسول اللہ میں موجود ہوں فرمایا اپنے زعفرانی کپڑے اتار ڈال اور خوب مل مل کر غسل کر اور جو اپنے حج میں کرتا ہے وہی عمرے میں بھی کر یہ حدیث غریب ہے اور یہ سیاق عجیب ہے بعض روایتوں میں غسل کا اور اس آیت کے نازل ہونے کا ذکر نہیں ایک روایت میں ان کا نام یعلی بن امیہ؄ دوسری روایت میں صفوان بن امیہ ہے (واللہ اعلم) پھر فرمایا اگر تم گھیر لئے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو کر ڈالو۔ مفسرین نے ذکر کیا ہے یہ آیت ۶ ہجری میں حدیبیہ کے میدان میں اتری جب کہ مشرکین نے رسول ﷺ کو مکہ جانے سے روکا اور اسی بارے میں پوری سورۃ فتح اتری اور حضور کے صحابہ؄ کو رخصت ملی کہ وہ اپنی قربانیوں کو وہیں ذبح کر ڈالیں۔ چنانچہ ستر (۷۰) اونٹ ذبح کئے گئے۔ سرمنڈوائے گئے اور احرام کھول دیئے گئے۔ گو پہلی مرتبہ نبی ﷺ کے فرمان کو سنکر لوگ ذرا جھجکے اور انہیں انتظار تھا کہ شاید کوئی ناسخ حکم اترے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ خود باہر تشریف لائے اور اپنا سرمنڈوا دیا پھر سب لوگ آمادہ ہوگئے۔ بعضوں نے سرمنڈوا لیا۔ اور بعضوں نے بال کتروالئے۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "رحم اللہ المحلقین" اللہ تعالٰی سرمنڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ نے کہا "وللمقصرین یا رسول اللہ" اے اللہ کے رسول کتروانے والوں کے لئے بھی دعا کیجئے۔ آپ نے پھر وہی دعا کی "رحم اللہ والمحلقین" اللہ تعالٰی منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ؄ نے پھر وہی عرض کی۔ آخر آپ ﷺ نے تیسرے مرتبہ کتروانے والوں کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا "وللمقصرین" اللہ تعالٰی کتروانے والوں پر بھی رحم فرمائے۔ ایک ایک اونٹ میں سات سات صحابہ کرام؄ شریک تھے صحابہ کرام کی کل تعداد (۱۴۰۰) سو تھی اور یہ سب حدیبیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ حد حرم سے باہر ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم صرف ان لوگوں کے لئے ہی نہیں، جنہیں دشمن گھیر لے، کسی بیماری وغیرہ سے بھی کوئی مجبور ہو جائے تو اس کے لئے بھی رخصت ہے کہ وہ اسی جگہ احرام کھول دے۔ سرمنڈوالے اور قربانی کر دے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ جو قربانی میسر ہو وہ قربان کردے حضرت علی؄ فرماتے ہیں یعنی ایک بکری

کر دے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اونٹ گائے بکری بھیڑیا ان کے نران آٹھوں قسموں میں جسے چاہے ذبح کرے۔ ابن عباس سے صرف بکری ہی مروی ہے اور بھی بہت سے مفسرین نے یہی فرمایا ہے اور چاروں آئمہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

"و لا تحلقوا" کا مقصد یہ کہ جس مقام پر روکے گئے ہو وہاں تک قربانی جب تک نہ پہنچے اس وقت تک احرام نہ کھولو اور احرام کی حالت میں سرمنڈانا یا بال کترانا درست نہیں لیکن اگر کوئی بیمار ہوجائے۔ یا سر میں تکلیف ہوجائے مثلاً زخم یا جوئیں پڑجائیں اور سرمنڈانے کی ضرورت ہو تو منڈوا ڈالو۔ اور فدیہ ادا کرو اور فدیہ ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں جو آسان ہو وہ کرو (۱) تین روزے رکھنے (۲) چھ مسکینوں کو تین صاع کھانا کھلانا یعنی آدھا آدھا صاع (ایک صاع تقریباً کچھ کم پونے تین سیر کا ہوتا ہے) دے دینا۔ (۳) ایک بکری ذبح کرنا کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جب حضرت کعب بن عجرہ کے سر میں جوئیں ہوگئیں تو یہی حکم دیا تھا ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ پھر میں نے سرمنڈوا دیا اور ایک بکری ذبح کر دی اور ایک حدیث میں "نسک" یعنی قربانی ایک بکری ہے اور اگر روزے رکھے تو تین ہیں اور اگر صدقہ دے تو ایک فرق چھ مسکینوں کے درمیان تقسیم کر دے۔ حضرت علیؓ محمد بن کعبؒ علقمہؒ ابراہیمؒ مجاہد عطاء مند ربیع بن انسؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

حج کب کونسے سال فرض ہو:۔ بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے حج فرض ہوا ہے مگر یہ قول بالکل شاذ ہے اور بعض ہجرت کے پانچویں اور بعض دسویں سال فرضیت حج کے قائل ہیں مگر جمہور مفسرین کا یہ قول ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حج فرض ہوا ہے اور اسی سال آپ زیارت مکہ کے ارادہ سے مدینہ سے سفر کرکے حدیبیہ تک تشریف لے گئے اور وہاں مشرکین مکہ نے آپ کو روکا اور صلح حدیبیہ ہوئی اور یہ آیت "واتموا الحج والعمرۃ الی قولہ شدید العقاب" نازل ہوئی

جمہور کے مذہب کے موافق اگرچہ ۶ ہجری میں حج فرض ہوا ہے لیکن آپ نے فتح مکہ سے پہلے تو اس کراہت کی وجہ سے کہ مکہ اور صفا مروہ میں بت دھرے ہوئے تھے۔ حج نہیں کیا

۷ ہجری میں فتح مکہ ہو جانے سے بت تو ٹوٹ پھوٹ گئے مگر مشرک لوگ جاہلیت کی رسم کے موافق برہنہ ہو کر طواف کیا کرتے تھے اس لئے ۹ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کو آپ نے موسم حج کے وقت مکہ روانہ فرما کر لوگوں کو اعلان کر دیا کہ ۱۰ ہجری سے کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص طواف کرنے نہ پائے گا اور اسی سال میں آپ نے حج کیا جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں (تفسیر احسن التفاسیر) تفسیر ستاری وغیرہ

سفر حج میں تجارت کرنی جائز ہے:- **لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم۔ فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عندالمشعر الحرام واذکروہ کما ھدا کم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین** (بقرہ ۱۹۸)

نہیں ہے تم پر گناہ یہ کہ تلاش کرو تم فضل رب اپنے کا جبکہ تم لوٹو عرفات سے تو ذکر کرو اللہ کا مشعر الحرام کے پاس اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور حالانکہ تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز نامی جاہلیت کے زمانہ میں بازار تھے اسلام کے بعد ان میں موسم حج کے موقعہ پر تجارت کرتے ہیں۔ صحابہؓ ڈرے کہ کہیں کوئی گناہ نہ ہو۔ جس پر انہیں اجازت دی گئی کہ ایام حج میں تجارت کوئی گناہ نہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آیت نازل ہوئی کہ حج کے دنوں میں احرام سے پہلے یا احرام کے بعد حاجی کو خرید و فروخت حلال ہے حضرت ابن عباسؓ کی قراءت میں "**من ربکم**" کے بعد "**فی مواسم الحج**" کا لفظ بھی ہے ابن زبیر سے بھی یہی مروی ہے اور مفسرین نے بھی اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص حج کو نکلتا ہے اور ساتھ ہی تجارت بھی کرتا جاتا ہے۔ تو اسکے بارہ میں کیا حکم ہے آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی (ابن جریر) مسند احمد میں روایت ہے کہ ابوامامہ تیمیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ ہم حج میں جانور کرایہ پر دیتے ہیں کیا ہمارا بھی حج ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرتے؟ کیا تم عرفات میں نہیں ٹھہرتے؟ کیا تم

شیطانوں کو کنکریاں نہیں مارتے؟ کیا تم سر نہیں منڈواتے؟ اس نے کہا یہ سب کام تو ہم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا سنو ایک شخص نے یہی سوال نبی ﷺ سے کیا تھا اور اس کے جواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آیت لیس علیکم جناح الخ لیکر آئے اور نبی ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ تم حاجی ہو تمہارا حج ہوگیا۔ مسند عبدالرزاق میں بھی یہ روایت ہے۔

بقیہ صـــ ۲۵

مذہبی، گروہی اور شخصی تعصبات نے ڈیرا ڈال رکھا ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیز د کجا مانند مسلمانی

جب تک ہم اپنا تعلق باللہ مضبوط کئے بغیر ترقی کے خواہاں رہے یا ان چٹائیوں کے ساتھ ربط دوبارہ مستحکم نہ کیا تو یہ تاریکی بڑھتی رہے گی۔ اے خالق ارض وسما ہمیں صراط مستقیم اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔